مولانا محمد حبیب الرحمٰن بن عبد العظیم
(مالدہ مغربی بنگال)

بریلوی مذہب کی حقیقت

بریلوی مذھب کی حقیقت معلوم کرنے سے پہلے اسلام کے متعلق کچھ عرض کردینا ضروری ہے ــــ اسلام کی اصل بنیاد توحید ہے، اور اسلام میں توحید کا اقرار کرنا فرض ہے۔ اس لیے اول اپنے اعتقاد کو صحیح بنانا اور توحید کا اقرار کرنا ازاس ضروری ہے۔

توحید کیا ہے؟

توحید یہ ہے کہ دل سے ماننا اور زبان سے اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور جملہ صفات کے لحاظ سے یکتا، واحدِ مطلق اور لاشریک ہے۔ چوں کہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام صرف اللہ ہے اور باقی ننانوے ۹۹ نام صفاتی ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا موحد مسلمان ان صفات میں کسی کو شریک نہیں مان سکتا۔

قرونِ ثلاثہ، عہدِ رسالت، عہدِ صحابہؓ، عہدِ تابعینؒ کے تمام مسلمان عقیدۂ توحید میں پکے موحد مسلمان تھے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے نہ استغاثہ اور استمداد میں کسی مقدس ہستی کو حاجت روا و مشکل کشا سمجھتے تھے۔ اس زمانہ میں کوئی درگاہ پرست، چلہ پرست نہ تھا۔ نہ یہ لوگ خانقاہ پرست تھے، نہ عباد القبور تھے، بلکہ یہ لوگ اعتقادِ توحید میں پکے موحد اور رہبرِ راہِ ہدیٰ تھے۔ بت شکن تھے، بت پرست نہ تھے۔ پھر ان قرونِ ثلاثہ کے بعد تبع تابعینؒ اور ائمہ دین کا زمانہ آتا ہے، ان زمانوں میں بھی ہمارے اسلاف عقیدۂ توحید میں پکے مسلمان تھے ــــ بلکہ زمانہ خیر القرون سے لے کر چار سو سال تک مسلمان پکے موحد مسلمان تھے، اور صرف ذاتِ پاک اللہ تعالیٰ ہی کی خالص عبادت کرتے تھے۔ یہ لوگ کسی مقدس ہستی کے مقلد نہ تھے، جیسے کہ شاہ ولی اللہ دہلوی اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں:

"اعلم انّ الناس کانوا قبل المائة الرّابعة غیر مجمعین علی التّقلید ۔ الخ" (ص ۱۵۲ ج ۱) ۔

چار سو سال کے بعد ابتداع کا زمانہ آتا ہے، جب سوادِ اعظم کے خلاف تقلیدی مذہب نے جنم لیا ۔ اور تمام مسلمان چار فرقوں میں بٹ جاتے ہیں ۔ کوئی حنفی، کوئی شافعی، کوئی حنبلی اور کوئی مالکی کہلانے لگا ۔ علامہ عبدالحی صاحب حنفی لکھنوی اپنی کتاب "الرّفع والتکمیل" میں صاف فرماتے ہیں کہ:

"وبالجملة فالحنفیة لها فروع باعتبار اختلاف العقیدة فمنهم الشّیعة ومنهم المعتزلة ومنهم المرجیة ومنهم الجهمیة فالمراد بالحنفیة هم الحنفیة الّذین یتّبعون اباحنیفة فی الفرع، الخ" (ملاحظہ ہو الرفع والتکمیل ص ج ۱)

"عقیدہ کے اختلاف کے اعتبار سے حنفیہ کی کئی شاخیں ہیں، مثلاً شیعہ، معتزلہ، مرجئہ اور جہمیہ ـــــ حنفیہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو فروعات میں ابوحنیفہؒ کی اتباع کرتے ہیں"

تیرھویں صدی کے آخر میں ایک اور نئے پانچویں تقلیدی مذہب نے جنم لیا ۔ اس پانچویں تقلیدی مذہب کا نام رضوی بریلوی ہے ۔ یہ بھی مذہباً غالی حنفی ہیں اور ملتِ حنفیہ ہی سے تعلق رکھتے ہیں ۔ البتہ عقائد میں دیوبندی حنفی اور بریلوی میں زمین و آسمان کا فرق ضرور ہے ۔

دیوبندی حنفی عقائدِ توحید میں پکے موحد مسلمان نظر آتے ہیں، اگرچہ اصول وفرع میں جماعت اہل حدیث سے کچھ اختلاف رکھتے ہیں ۔ جبکہ بریلوی رضوی عقائدِ توحید میں پکے موحد نہیں ہیں بلکہ عقائد میں اکثر مشرک، قبر پرست، چلہ پرست عبادالقبور ہوتے ہیں ۔ اور اپنی نسبت کو ملتِ حنفیہ سے ذرا ہٹا کر اہل سنّت والجماعت اور رضوی بریلوی سے یاد کراتے ہیں ۔

بریلویت کیا ہے؟

اسلامی جماعت میں اپنا نام شمار کرنے والا نیا بدعتی فرقہ بریلویہ رضویہ ہے، جس کے امام، احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہیں ۔ یہ لوگ، گو حنفی ہیں اور حضرت امام ابوحنیفہ رح کو امام اصول و فرع میں مانتے ہیں، لیکن عقائد میں بجائے امام ابوحنیفہ رح کے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کو اپنا

پیشوا مانتے ہیں اور ان کی تقلید کرتے ہیں۔

احمد رضا خاں صاحب کی ولادت بریلی میں ہوئی۔ آپ کے آباؤ اجداد قندھار کے قبیلہ بڑھیچ کے پٹھان تھے۔ وہاں سے لاہور، لاہور سے دہلی اور دہلی سے بریلی پہنچے۔ بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر فائز رہے۔

عقائدِ بریلویت کیا ہیں؟

ان کا خیال ہے کہ ہم ہی مسلمان اہلِ سنت والجماعت اور فرقہ ناجیہ میں داخل ہیں اور باقی تمام مسلمان، خواہ وہ دیوبندی حنفی ہوں یا شافعی، یا مالکی، یا حنبلی ہوں، یا غیر مقلد اہل حدیث ہوں، سب کافر ہیں۔ کیوں کہ یہ سب حضرات انبیاؑ اولیاء اور بزرگانِ دین کی عزت نہیں کرتے۔ یہ لوگ تمام انبیاءؑ، اولیاء کو حاضر وناظر سمجھتے ہیں اور تمام بزرگانِ دین سے استعانت واستمداد بالمیت کے قائل ہیں، ان کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک قبر پرستی، چلہ پرستی اور خانقاہوں پر مجاور بن کر قبروں کو سجدہ کرنا، عرس کرنا، چادر چڑھانا، چراغاں کرنا اور قبروں کا طواف کرنا اصل دین ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ مردے قبر میں زندہ ہوتے ہیں اور پکارنے والوں کی آواز سن کر ان کی حاجت روائی کرتے ہیں۔ بایں وجہ بریلوی حضرات قبروں پر فاتحہ خوانی کرتے ہیں اور قبروں پر اہلِ میت کی طرف سے نذر ونیاز کرتے ہیں۔

مذہبِ بریلویت کا تبلیغی کارنامہ

بریلوی مذہب کے لوگوں کا کام عقیدہ توحید کے خلاف قبوری شریعت کو ترویج دینا ہے۔ ہند و پاکستان میں کئی تبلیغی رسالے شائع ہوتے ہیں، ایک تبلیغی رسالہ "رضوان" ہے جو پاکستان میں لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ مدیر رضوان سید محمود احمد صاحب بریلوی ہیں جو کہ بریلوی حضرات کے چوٹی کے پیر ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ہم رضوی ہی اصل مسلمان اہلِ سنت والجماعت ہیں اور ہمارا اخبار "رضوان" ہی صحیح طور پر اہلِ سنت والجماعت کا ترجمان ہے۔ ایک اور رسالہ ماہِ طیبہ ضلع سیالکوٹ سے شائع ہوتا ہے۔ ہندوستان میں ایک رسالہ "حجازِ" بھی ہے جو کہ دہلی سے شائع ہوتا ہے۔ ان اخبارات میں عقیدہ توحید کے خلاف بدعتی مضامین ہوتے ہیں اور خانقاہوں کی فضیلت اور بزرگانِ دین کی بے بنیاد کرامات شائع کرتے ہیں۔ ساتھ ہی رضوی مجذوب صاحبان کے شعبدہ بازی کرامات اور وجد وحال کو بھی عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں اور ان قبر پرست مجذوب

صاحبان کو پہنچے ہوئے سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ان کے تمام مجذوب صاحبان کا نجا خورستان ہوتے ہیں۔

مذہب بریلویت کی حقیقت

اگر آپ ان حضرات کے جعلی مذہب کی اصلیت کو معلوم کرنا چاہتے ہیں تو ان کی عبادت گاہ جیسے اجمیر، بغداد، کربلا، پنڈوا اور دیگر سینکڑوں درگاہوں پر جاکر ان کے طرزِ عمل کو دیکھیں اور ان کے منگھڑت مذہب کا جائزہ لیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ ان کے مذہب کا اصل دارومدار صرف دنیا داری اور پیٹ پرستی پر ہے۔ بزمِ میلاد میں شکم پُری کے لیے میت کے ایصالِ ثواب پر مزے دار کھانے تیار ہوتے ہیں اور ہر خواص و عوام کو دعوت دے کر قرآن خوانی کے بعد کچھ شیرینی فاتحہ پر تقسیم کی جاتی ہے۔ پھر بڑی دھوم دھام کے ساتھ کھیر، پلاؤ قورمہ، کباب، گوشت، بھات دال روٹی کے ساتھ حلوے مانڈے تقسیم کیے جاتے ہیں۔

بلکہ قبروں پر نذر و نیاز کرنا، تیجہ، ساتواں، دسواں، بیسواں، چالیسواں اور برسی، شب برات کا حلوہ، رمضان کی شب قدر کا حلوہ، عید میلادالنّبی کی شیرینی، لکھدانتے کا روٹ پکانا، امیر حمزہ کی نیاز کرنا، شیخ عباس کی کڑاہی، حضرت فاطمہ کے کونڈے، شیخ سدو کا بکرا ذبح کرنا، مار کنڈا اور کونی میں دلیا اور چاول چڑھانا، بڑے پیر کی گیارھویں کرنا، اجمیری پلاؤ پکانا، پنڈوا شریف کا پلاؤ اور مرغ کباب، مرغ مسلم کرنا، جہاں سینکڑوں گائیں اور ہزاروں مرغیاں ذبح کی جاتی ہیں، یہ سب صرف شکم پری کے لیے ہے۔ حالانکہ ان رسومات و بدعات کا ثبوت قرآن و حدیث میں کہیں نہیں ہے، نہ ان امورِ بدعات کے التزام کا صحابہ کرامؓ و ائمہ دین سے پتہ ملتا ہے۔ لیکن ان کے علماء ان رسومات و بدعات پر سینکڑوں منگھڑت موضوع روایات بیان کرکے ناجائز طریقہ سے عوام کا مال کھاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں صاف فرمایا ہے:

"وَلَا تَأْكُلُوٓا۟ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ" (البقرۃ: ۱۸۸)

"اپنے مالوں کو آپس میں باطل طریقے سے مت کھاؤ۔"

یہ سب امورِ بدعات ان کے پیرِ مغاں اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی سے جاری ہوئے ہیں، جنھوں نے اپنے مرنے سے دو گھنٹہ سترہ منٹ قبل یہ وصیت کی تھی کہ:

"اعزّہ سے اگر بطیبِ خاطر ممکن ہو تو ہفتہ میں دو یا تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں (۱) دودھ کا برف خانہ، اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو (۲) مرغ کی

بریانی (۳) مرغ پلاؤ، خواہ بکری کا ہو (۴) شامی کباب (۵) پراٹھے (۶) بالائی یعنی ملائی (۷) فیرنی (۸) اردکی پھریری، دال مع ادرک (۹) گوشت بھری کچوریاں (۱۰) سیب کا پانی (۱۱) انار کا پانی (۱۲) سوڈا کی بوتل "

(ملاحظہ ہو وصایا شریف اعلیٰ حضرت ص۱۲)

اس وصیت کو دیکھیے کہ کس ڈھنگ سے ان لذیذ کھانوں پر وصیت کر گئے ہیں۔ ایک درجن کھانوں کو بیک وقت ہضم کرنا مشکل تھا، اس لیے ہضم کا انتظام ساتھ ہی کر گئے کہ سوڈے کی بوتل بھی ان لذیذ کھانوں کے ساتھ بھیج دیں ــــــ بشرطیکہ یہ ان تک پہنچ بھی سکیں!

انبیاءؑ کی عزّت کرنا

آپ حضرات پر کچھ مخفی نہیں کہ انبیاءؑ کی عزت کرنا شریعت میں واجب قرار دیا گیا ہے، بلکہ ان کی دشمنی کو رب سے دشمنی قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآنِ حکیم میں صاف وارد ہے:

"مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ــــ الآية" (البقرة: ۹۸)

"جو کوئی اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کے رسولوںؑ اور جبریلؑ و میکائیلؑ کا دشمن ہے، تو اللہ تعالیٰ بھی کافروں سے عداوت رکھتا ہے"

اور معلوم ہے کہ حضرات انبیاءؑ کی اصل عزت ان کی اتباع کرنا ہے، مگر حدِ اعتدال سے تجاوز کر کے ان کو ربوبیت تک پہونچا دینا ایک جرم عظیم ہے۔ یہ حضرات اپنے آپ کو باادب اور اہلِ توحید کو بے ادب کہتے ہیں، لیکن انبیاءؑ و اولیاء کی ایسی عزت کرتے ہیں کہ ان کو خدا کر دکھاتے ہیں۔ چنانچہ میلاد کی محفلوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مندرجہ ذیل اشعار کھڑے ہو کر جھوم جھوم کر گاتے ہیں، جو کہ آپؐ کی شان کے بالکل خلاف ہیں ؎

ہمارا نبی تو بشر ہی نہیں ہے	خدا ہے تجھے کیا خبر ہی نہیں ہے
مقام اس نبی کا تو عرش بریں ہے	خدا نہ کہے جو وہ کافر لعیں ہے،
وہی جو مستوئ عرش تھا خدا ہو کر	اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفےٰ ہو کر
حیات النبی اور حاضر ہیں ناظر	جو مومن ہیں باچشم سر دیکھتے ہیں

دیکھیے! یہ کس قدر جرأت کے ساتھ ان اشعار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں زندہ

موجود اور ہر جگہ حاضر و ناظر بتاتے ہیں اور یہ بھی بتاتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح سر کی آنکھوں سے دیکھنے والے ہی اصل مومن ہیں۔ اور جو کوئی حیات النبیؐ کو باور نہ کرے، وہ کافر ہے۔ حالاں کہ انہی کے اکابر علماء کرام نے فتاویٰ عالمگیری اور فتاویٰ قاضی خاں وغیرہ میں اس عقیدۂ حاضر و ناظر پر صاف لکھا ہے کہ:

"من اعتقد انّہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم حاضر فی الدّنیا وھو عالم الغیب والنّاظر ما فی العالم فھو کافر الخ!"

"جس نے یہ اعتقاد رکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں حاضر ہیں، عالم الغیب اور دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے، اسے دیکھ رہے ہیں، وہ کافر ہے!"

بالہ دنیا کے تمام مسلمان، خواہ وہ کسی مسلک کے ہوں، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی سب اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی حاضر و ناظر نہیں ہے ۔

بجز خدا کے کوئی بھی خالق نہیں قادر نہیں
غیب کا عالم نہیں اور حاضر و ناظر نہیں

مگر رضوی بریلویہ کا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاءؑ، اولیاء حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہیں۔ اہلِ توحید ان کے اس اعتقاد پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم اس کا ثبوت دو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں حاضر و ناظر ہیں۔ یہ صفات تو ذاتِ پاک، باری تعالیٰ رب العزت کے لیے خاص ہیں۔ اور انبیاء اولیاء سبھی انسان تھے، دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں، وہ کب حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں؟ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا کہ میں حاضر و ناظر ہوں؟ اگر نہیں بتایا، اور یقیناً نہیں بتایا تو پھر ظاہر ہے ان کا یہ عقیدہ غلط ہے۔ اس کے باوجود اہلِ توحید کو بے ادب، گستاخ اور کافر کہتے ہیں اور ٹوکنے پر اہلِ توحید کو دوزخی بتاتے اور صاف کہتے ہیں ؎

لگایا جو نعرہ تمہارا کسی نے — تو جلتا کسی کا جگر دیکھتے ہیں
بڑے بے ادب اور گستاخ ہیں جو — تجھے اپنے جیسا بشر دیکھتے ہیں
جہنم میں ہم وہابی کا گھر دیکھتے ہیں

اولیاء کی عزت کرنا

اول، حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی عزت کرنا! آپ حضرات جانتے

ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی پکے اہل حدیث موحد مسلمان تھے۔ جیسا کہ ان کی کتاب غنیۃ الطالبین وغیرہ سے واضح ہوتا ہے ۔ آپ کی ولادت باسعادت مقام گیلان ملک ایران میں یکم رمضان المبارک ۴۷۰ھ کو ہوئی ۔ اور آپ کا وصال باختلاف تواریخ ۸ - ۹ - ۱۱ - ۱۷ ربیع الآخر ۵۶۱ھ کو بغداد میں ہوا۔ دنیا آپ کو اولیاء اللہ میں شمار کرتی ہے اور بریلوی حضرات ان کو پیران پیر، غوث اعظم، دست گیر سے یاد کرتے ہیں اور مصیبت کے وقت المدد المدد یا غوثِ اعظم المدد اور صلوٰۃِ غوثیہ پڑھی جاتی ہے۔ یہ صلوٰۃِ غوثیہ بغداد کی طرف منہ کرکے پڑھتے ہیں، آپ کا یوم وفات مختلف تاریخوں میں اور مختلف طریقوں سے مناتے ہیں) اور عرس غوثیہ میں محبوبِ سبحانی کی بے بنیاد کرامتیں بیان کی جاتی ہیں ۔ رضوی حضرات کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ مردوں کو زندہ کر دیتے ہیں، بے اولادوں کو اولاد بخش دیتے ہیں، حاجت روا و مشکل کشا ہیں ۔ گویا یہ لوگ محبوبِ سُبحانی کو خدائی کا درجہ دے کر ان کی پرستش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اولیاء کی عزت کرتے ہیں ـــــ ٹوکنے پر کہتے ہیں کہ اولیاء وانبیاءؑ سے ہمارا مدد مانگنا گویا اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگنا ہے ـــــ حالانکہ قرآن مجید میں صاف مذکور ہے :

"اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" (الفاتحۃ)

اس کا ترجمہ احمد رضا خاں بریلوی نے یوں کیا ہے :

"ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں !"

ـــــ لیکن اس مقام پر یہ ترجمہ بھی ان کی راہنمائی نہیں کرتا۔

محبوبِ سبحانی کے بعد خواجہ غریب نواز معین الدین اجمیری کے بارے میں یہ رضوی حضرات کیا کہتے ہیں، یہ بھی ملاحظہ کر لیا جائے ؎

زمین و آسماں تیرا مکین ولامکاں تیرا
فلک پر دھوم ہے تیری معین الدین اجمیری

علاوہ ان دونوں بزرگوں کے دیگر سینکڑوں پیروں کی پوجا کرنا ان لوگوں کا شعار ہے اور اسے وہ عین اسلام سمجھتے ہیں ۔ مثلاً خواجہ قطب بلال پنڈ واشریف، جہاں ہر سال سینکڑوں گائیں اور ہزاروں مرغیاں قطب جلال کے مزار پر بطورِ نذر و نیاز ذبح کی جاتی ہیں ۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، شاہ نظام الدین اولیاء دہلوی، پیر بلھے شاہ قصوری، خواجہ بہاؤالدین ملتانی، خواجہ فریدالدین صاحب شکر گنج پاکپتن، داتا گنج بخش لاہوری، حضرت شیخ احمد مجددؒ ثانی سرہندی اور خواجہ کلیری وغیرہم کے مزاروں اور خانقاہوں پر عرس، نیز نذر و نیاز میں یہ لوگ سینکڑوں روپے فضول خرچ کر دیتے ہیں

اور ان کاموں کو کارِ ثواب سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان مقامات کی کعبہ شریف سے بھی زیادہ عزت کرتے ہیں ۔
یہ غیر اللہ کی پرستش نہیں تو اور کیا ہے ـــــ کسی نے کیا خوب کہا ہے ـــ؎

عبادت غیر کی کب ہو بھلا اللہ کے ہوتے — گداؤں سے ہم کیا مانگیں حقیقی شاہ کے ہوتے
تعجب ہے مسلمانوں پہ جو ہیں غیر کے طالب — کہ کیچڑ چاٹتے پھرتے ہیں شیریں چاہ کے ہوتے
کوئی اجمیر کلیر کو، کوئی دہلی کچھوچھے کو — نجف کو کربلا کو جائیں بیت اللہ کے ہوتے

ہم اہلِ توحید ان تمام افعال کو مشرکانہ اور خلافِ شریعت پاتے ہیں، جنھیں یہ لوگ انجام دے رہے ہیں اور اس کے باوجود اہلِ سنت والجماعت ہونے کے دعویدار ہیں!

طرفہ یہ کہ اب تک تو یہ حضرات، یہ کہتے رہے ہیں کہ ـــ؎

اللہ کے پلڑے میں وحدت کے سوا کیا ہے
جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمدؐ سے

اسی طرح حضرت علیؓ کو مشکل کشا کہتے رہے ـــــ لیکن اب تو اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر یہ کہہ رہے ہیں کہ ـــ؎

کون دیتا ہے مجھے کس نے دیا؟
جو دیا تو نے دیا احمد رضا!

حتیٰ کہ انھیں ربوبیت کے مقام پر پہنچا دیا ـــ؎

مرقد میں جب پوچھیں گے منکر نکیر تمہارا رب کون ہے؟
سر جھکا کر ادب سے نام لوں گا احمد رضا خاں کا

حالانکہ تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قبر میں منکر نکیر جب پوچھیں گے "من ربّك؟" تو موحد مومن جواب دیں گے:

"ربّی الله" ـــــ لیکن ان کے عقیدہ میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ میرا رب احمد رضا خاں ہے!

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ!

ہم حیران ہیں کہ یہ لوگ اپنے آپ کو اہلِ سنت والجماعت کہلانے کے باوجود عقیدۂ توحید کے خلاف مشرکانہ خرافات پر اس قدر مصر کیوں ہیں؟ کیا ان کے اندر اہلِ علم، صاحبِ فراست، دیانت دار عالم نہیں ہیں؟ کیا یہ لوگ قرآنِ حکیم کو نہیں پڑھتے جس میں ان خرافات اور عقائدِ فاسدہ سے منع کیا گیا، بلکہ ان عقائد کے حاملین کو کافر و مشرک بتایا گیا ہے، اور نتیجتاً انھیں عذابِ جہنم کی وعیدِ شدید کا مرتکب

بھی بتلایا گیا ہے —— ان کی حالت کا کسی توحید والے نے کیا ہی خوب نقشہ کھینچا ہے ؎

جسے چاہیں معبود اپنا بنائیں جہاں نفس چاہے، وہیں سر جھکائیں
مزاروں پہ جاکر کریں التجائیں وسیلہ سے قبروں کے مانگیں دعائیں
انہی کو یہ مشکل کشا جانتے ہیں
انہی کو یہ حاجت روا مانتے ہیں
لگاتے ہیں وحدت پہ جو ضربِ کاری چلاتے ہیں جو نخلِ سنّت پہ آری
مزاروں کے جو بن گئے ہیں پجاری وہ خود سوچ لیں جنتی ہیں کہ ناری
ظاہر میں تو بنتے ہیں اللہ کے بندے
باطن میں کرتے ہیں پیروں کے دھندے

بشریتِ رسولؐ پر گفتگو

بریلویہ کا اعتقاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں تھے، بلکہ "نور من نور اللہ" تھے۔ مطلب یہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ وسلم خود خدا تھے، کیوں کہ جزء سے جزء جدا نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو نور فرمایا ہے —— ثبوت میں آیت کریمہ " قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ " (المائدۃ: ۱۵) پیش کرتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جو کوئی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہے گا وہ کافر ہے۔ اس کے ثبوت میں آیت کریمہ " فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا —— الآیۃ !" (التغابن: ۶) پیش کرتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں نور تھے یا بشر؟ چونکہ رضوی حضرات بشریتِ رسولؐ کے متعلق بہت کچھ ثبوت پیش کرکے کہتے ہیں کہ آپؐ مجسم نور تھے، بشر نہ تھے، نبی کو بشر کہنے والا کافر ہے —— اس لیے زیرِ بحث عنوان پر غور کرنے سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ تمام انبیاء کرامؑ، جو کہ بنی نوع انسانیت کی ہدایت کے لیے دنیا میں مبعوث ہوئے تھے، وہ سب حقیقت میں انسان تھے یا اور کچھ؟ ان کے اندر انسانی صورت، سیرت، قول و کردار، خورد و نوش کے ساتھ جملہ انسانی حاجات مثلاً بیاہ شادی کرنا، اولاد ہونا، دنیا کے کاروبار کرنا وغیرہ، نیز انسانی دکھ سکھ کے ساتھ وہ بھی دکھ سکھ کے سائل تھے یا نہیں؟ انسانی حاجات میں وہ بھی حاجت مند تھے یا نہیں؟ پھر امم سابقہ کے جملہ انسان جو کہ دنیا میں آکر اپنی زندگی ختم کرکے دنیا سے چلے گئے، اسی طرح یہ سب انبیاء کرامؑ بھی اپنی زندگی ختم

کر کے دنیا سے تشریف لے گئے، یا ابھی تک زندہ، حاضر و ناظر ہیں؟

ہمارا پہلا جواب تو یہ ہے کہ سب سے پہلے بحیثیتِ مسلمان اس بات پر سب کا ایمان ہونا ضروری ہے کہ قرآنِ حکیم میں ان جملہ انبیاء کرامؑ کے متعلق جو ارشاداتِ باری تعالیٰ وارد ہیں، وہ سب بالکل صحیح ہیں۔ ایمان لانے کے بعد قرآنِ حکیم کے ارشادات پر کسی کو اعتراض کرنے کا حق باقی نہیں رہتا، کیوں کہ قرآن مجید کو ہر لفظی و معنوی تحریف و تاویل سے مبرّا و پاک کر دیا گیا ہے۔ اس پر بھی اگر کوئی اعتراض کر کے انکار کرے گا یا تحریف کرے گا تو وہ قرآن کا انکاری ہوگا، جسے اسلامی نقطۂ نظر میں کافر کہا گیا ہے، کیوں کہ منکرِ قرآن مسلمان نہیں رہتا۔ اب اگر اللہ تعالیٰ خالقِ ارض و سماء حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآنِ حکیم میں انسان قرار دے کر انھیں بشر کہے تو اس پر کسی کی کیا مجال ہے کہ قرآن پر لب کشائی کرکے اس سے انکار کر سکے؟

حقیقت یہ ہے کہ قرآنِ حکیم میں جہاں کہیں ان انبیاء کرامؑ کا ذکر ہے، انھیں بشر کہا گیا ہے۔ قرآنِ حکیم میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر ہے، اور حضرت آدم علیہ السلام بھی نبی تھے۔ تمام لوگ ان کو نبی مانتے ہیں اور قرآنِ حکیم میں صاف وارد ہے کہ آپؑ خاکی اور بشر تھے:

"اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ـــــ الاٰیۃ" (صٓ : ۳۸)

یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ میں نے آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا ہے!

پس اگر آدم علیہ السلام بشر تھے، اور یقیناً بشر تھے، تو بلا ریب و شک تمام انبیاء کرامؑ بھی بشر ٹھہریں گے۔ کیوں کہ جملہ انسان اور تمام انبیاء کرامؑ بھی ذریتِ آدم تھے اور ہیں۔ چنانچہ ذریتِ آدمؑ میں سب سے پہلے نوح علیہ السلام کا ذکر قرآنِ حکیم میں ذرا تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ کیونکہ آپؑ ہی سے سلسلہ نبوت کا جاری ہوا ہے، اور تمام انبیاء کرامؑ نوحؑ اور ابراہیم علیہ السلام کی ذریت ہیں ـــــ

کما قال اللہ تعالیٰ فی کلامہ المجید:

"وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِیْمَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ ـــــ الاٰیۃ" (الحدید: ۲۶)

"ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو رسول بنا کر بھیجا اور ان کی ذریت میں نبوت و کتاب کا سلسلہ جاری کیا!"

اس کے باوجود اگر بشریتِ انبیاءؑ کا انکار کر دیا جائے تو اس پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ سہ

خدا تو انھیں بشر کہہ کر پکارے ـــــ یہ پھر بھی انھیں نور ہی مانتے ہیں

(جاری ہے)